بدھ
۱۴- دسمبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
# الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۸۰ | بدھ - ۱۰ رجب - ۱۴۱۵ھ، ۱۴ فتح ۱۳۷۳ ھش ۱۴ دسمبر ۱۹۹۴ء

## جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا اسے برباد نہیں کیا کرتا

اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا اسے برباد نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو سستی میں زندگی بسر کرتا ہے اسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں۔ اگر تم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بہت پکا ہے۔ وہ کبھی تم سے ایسا سلوک نہ کرے گا جیسا کہ فاسق فاجر سے کرتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

## ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مخلوق پرستی کو اب کوئی نہیں مانتا۔ ہاں اسباب پرستی کا شرک اس قسم کا شرک ہے کہ اس کو بہت لوگ نہیں سمجھتے۔ مثلاً کسان کہتا ہے کہ میں جب تک کھیتی نہ کروں گا اور وہ پھل نہ لاوے گی تب تک گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہر ایک پیشہ والے کو اپنے پیشہ پر بھروسہ ہے اور انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر ہم یہ نہ کریں تو پھر زندگی محال ہے۔ اس کا نام اسباب پرستی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان نہیں ہے پیشہ وغیرہ تو درکنار پانی۔ ہوا۔ غذا وغیرہ جن اشیاء پر مدار زندگی ہے یہ بھی انسان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک خدا تعالیٰ کا اذن نہ ہو۔ اسی لئے جب انسان پانی پئے تو اسے خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی پیدا کیا ہے اور پانی نفع نہیں پہنچا سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے ارادے سے پانی نفع دیتا ہے اور جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو وہی پانی ضرر دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۲۲۹)

## درخواست دعا

○ مکرم ناصر احمد محمود صاحب مربی سلسلہ کے بڑے بھائی مکرم مبارک احمد صاحب حال جرمنی خوراک کی نالی بند ہو جانے کی وجہ سے جرمنی کے ہسپتال میں داخل ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے حالت بہتر ہے اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

## سانحہ ارتحال

○ عزیزہ مکرمہ صادقہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد خالد صاحب پبلشر و مینجر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان کو مورخہ ۹۴-۱۲-۱۰ اچانک ہارٹ اٹیک ہوا۔ فوری طور پر فضل عمر ہسپتال داخل کیا گیا۔ چند گھنٹے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد عزیزہ، قضاء الٰہی وفات پا گئی۔ عزیزہ گورنمنٹ نصرت گرلز کالج برائے خواتین ربوہ میں ایف ایس سی سیکنڈ ایئر کی ہونہار طالبہ تھیں۔ میٹرک کے امتحان منعقدہ ۱۹۹۳ء میں ضلع جھنگ میں پہلی پوزیشن اور فیصل آباد بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی تھی۔ علاوہ ازیں اکتوبر ۹۴ء میں تعلیمی بورڈ فیصل آباد کے زیراہتمام سائنسی میلہ کے مقابلہ کیمسٹری میں اول پوزیشن اور پانچ صد روپے انعام حاصل کیا۔ نیز سائنس فاؤنڈیشن اسلام آباد کے تحت لاہور میں منعقدہ سائنسی نمائش کے مقابلہ مضمون نویسی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اور ۲۰۰ روپے انعام حاصل کیا۔ سلسلہ کے کاموں میں بھی پورے اخلاص سے حصہ لیتیں۔ عزیزہ کی عمر ۱۷ سال تھی۔ ہنس مکھ اور ہردلعزیز طالبہ تھیں۔ وفات کی خبر سن کر کالج میں چھٹی کر دی گئی اور اساتذہ و طالبات کی اکثریت ان کے گھر برائے تعزیت پہنچی۔

اگلے روز ان کا جنازہ بیت المہدی میں مکرم (ریٹائرڈ) صوبیدار صلاح الدین صاحب نے پڑھایا جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی اور قبرستان نمبر ا۔ میں تدفین کے بعد مکرم سید خالد شاہ صاحب ناظر مال خرچ نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ عزیزہ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

## کثرتِ اولاد یا کثرتِ مال و دولت ہم پر ذمہ داری ڈالتی ہے کہ خدا کے شکر گزار بندے بنیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

میں اپنے بھائیوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت پر اتنا فضل اور اتنا رحم کیا ہے ان ہر دو پہلوؤں کے لحاظ سے بھی جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے یعنی مال و دولت اور اولاد کی کثرت جیسا کہ وعدہ کیا گیا تھا اور حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو (-) بتایا گیا تھا۔ کہ آپ کے ماننے والوں کے اموال میں اور ان کے نفوس میں کثرت بخشی جائے گی وہ پورا ہوا۔ چنانچہ اس وقت آپ کا ایک ایک (رفیق) بظاہر کمزور، دنیا کا دھتکارا ہوا تھا اور ان میں کوئی جسمانی طاقت نہیں تھی مگر پھر خدا تعالیٰ نے ایسی برکت ڈالی کہ ایسے بیسیوں سینکڑوں (رفیق) ہیں جن میں سے ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی راہ میں جسمانی طاقتوں کے خرچ کرنے کی توفیق ملی جس کے نتیجہ میں ہر ایک اپنے پیچھے سینکڑوں بچے بچیاں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوا یعنی ان کے نفوس میں بھی بڑی کثرت سے برکت بخشی گئی۔

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے ہمارے بعض بزرگ ایسے بھی تھے جو پانچ پانچ روپے ماہوار گزارہ لینے والے تھے مگر آج ان کی اولاد ہزاروں روپے کما رہی ہے۔ ایک بزرگ کے متعلق تو مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ ان کے چار پانچ بچے تھے جو اپنے وقت میں دس دس ہزار روپے مہینہ کما رہے تھے لیکن یہ کثرت اولاد یا کثرت مال و دولت ہم پر ایک ذمہ داری ڈالتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں۔ ہم اپنے اموال کو بھی خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے خرچ کرنے والے ہوں اور اپنی اولادوں کی بھی اس طرح تربیت کرنے والے ہوں کہ وہ بنی نوع انسان

باقی صفحہ ۷ پر

## جذبات اور گناہ سے چھوٹ جانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہئے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت دو روپیہ

۱۴- فتح - ۱۳۷۳ ھش ۱۴- دسمبر ۱۹۹۴ء

# مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

۱- خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے (-) دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرتِ احدیت کے آستانہ پر گرے- اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو- اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے- کہ وہ دعا مقبول ہوگی-

۲- غفلت کو چھوڑ دو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو- اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو جو شخص توبہ کرکے اپنی حالت کو درست کرلے گا وہ دوسرے کے مقابلہ میں بچایا جائے گا- پس دعا اس کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود اپنی بھی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے-

۳- بہت دعائیں کرتے رہو تاکہ ان بلاؤں سے نجات ہو اور خاتمہ بالخیر ہو- عملی نمونہ کے سوا بیہودہ قیل و قال فائدہ نہیں دیتی- اور جیسے یہ ضروری ہے کہ ڈر کے سامانوں سے پہلے ڈرنا چاہئے یہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ ڈر کے سامان قریب ہوں تو ڈر جاؤ اور جب وہ دور چلے جاویں تو بے باک ہو جاؤ- بلکہ تمہاری زندگی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھری ہوئی ہو خواہ مصیبت کے سامان ہوں یا نہ ہوں- اللہ تعالیٰ مقتدر ہے وہ جب چاہتا ہے مصیبت کا دروازہ کھول دیتا ہے- اور جب چاہتا ہے کشائش کرتا ہے- جو بھی اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ بچایا جاتا ہے- ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا کبھی برابر نہیں ہو سکتے- اللہ تعالیٰ ان دونوں میں ایک فرق رکھ دیتا ہے-

۴- اب موقعہ ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو درست کرلو اور اس کے فرائض کی بجا آوری میں کمی نہ کرو- خلق اللہ سے کبھی بھی خیانت، ظلم، بد خلقی، ترش روئی، ایذا دہی سے پیش نہ آؤ- کسی کی حق تلفی نہ کرو- کیونکہ ان چیزوں کے بدلے میں بھی خدا تعالیٰ مواخذہ کرے گا- جس طرح خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی اس کی عظمت، توحید اور جلال کے خلاف کرنے اور اس سے شرک کرنا گناہ ہے- اسی طرح اس کی خلق سے ظلم کرنا- ان کی حق تلفیاں نہ کرو- زبان یا ہاتھ سے دکھ یا کسی قسم کی گالی گلوچ دینا بھی گناہ ہے- پس تم دونوں طرح کے گناہوں سے پاک بنو- اور نیکی کو بدی سے خلط ملط نہ کرو-

۵- تم لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے- اسی پر بھروسہ نہ کرلینا صرف اتنی ہی بات کافی نہیں- زبانی اقرار سے کچھ نہیں بنتا جب تک عملی طور سے اس اقرار کی تصدیق نہ کرکے دکھلائی جاوے- یوں زبانی تو بہت سے خوشامدی لوگ بھی اقرار کرلیا کرتے ہیں مگر صادق دل وہی ہے جو عملی رنگ سے اس اقرار کا ثبوت دیتا ہے- خدا تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر پڑتی ہے- پس اب سے اقرار سچا کرلو اور دل کو اس اقرار میں زبان کے ساتھ شریک کرلو- کہ جب تک قبر میں جاویں ہر قسم کے گناہ سے شرک وغیرہ سے بچیں گے- غرض حق اللہ اور حق العباد میں کوئی کمی یا سستی نہیں کریں گے- اس طرح سے خدا تعالیٰ تم کو ہر طرح کے عذابوں سے بچاوے گا اور تمہاری نصرت ہر میدان میں کرے گا- ظلم کو ترک کرو- خیانت، حق تلفی اپنا شیوہ نہ بناؤ- اور سب سے بڑا گناہ جو غفلت ہے اس سے اپنے آپ کو بچاؤ-

نیاز و ناز میں اپنی گذر گئی، کیا خوب
خودی ابھرنے لگی تھی، وہ مر گئی، کیا خوب
ہمارے حال پہ ان کا کرم رہا سرگرم
جو کیفیت تھی ہماری، نکھر گئی کیا خوب

ابو الاقبال

---

○

ہو ذہن کی یا حرف و حکایات کی اصلاح
کردار کی اصلاح ہے ہر بات کی اصلاح

حدِ عقل کی یہ ہے کہ تجھے دے وہ کمالات
کرتا ہے جنوں تیرے کمالات کی اصلاح

فرہاد ہُوا، قیس ہُوا، میں ہُوا یا آپ
عشّاق کا ہے کام روایات کی اصلاح

مجھ ہجر کے مارے کو ہو تقدیر میں گر دخل
کچھ دن کی کروں اور مَیں کچھ رات کی اصلاح

اصلاح مری کرنے کو پیدا ہوئے حالات
کرتا رہا تا عمر مَیں حالات کی اصلاح

اس پر بھی عدو تاڑ گئے رازِ سرِ بزم
کی میں نے بہت اپنے اشارات کی اصلاح

آوارۂ افلاک تھے کچھ بگڑے ہوئے مہر
ہم کرتے رہے فرش پہ ذرّات کی اصلاح

نہلاؤ اسے مے میں شب و روز کئی بار
منظور ہے گر رندِ خرابات کی اصلاح

ہر دم ہے اسی یار کا نام اس کی زباں پر
ہوئی نہ تبسم کے خیالات کی اصلاح

ڈاکٹر عبد الرشید تبسم

---

## ایم ٹی اے کے پروگرام
### بدھ ۱۴- دسمبر ۱۹۹۴ء

| پاکستان کا وقت | تفصیل پروگرام |
|---|---|
| 6-15 | تلاوت |
| 6-30 | ملاقات- ترجمہ قرآن کلاس |
| 7-30 | دینی آداب و اخلاق- قسط ۱۲ گفتگو از مولانا عطاء المجیب صاحب راشد |
| 8-00 | بوسنین پروگرام |
| 8-50 | کل کے پروگرام |

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

# حضرت بھائی محمود احمد صاحب

سب کے بھائی چھوٹوں کے بھی اور بڑوں کے بھی۔ نہ کبھی ڈاکٹر کہلائے نہ کبھی حکیم۔ لیکن ساری عمر علاج معالجے میں مصروف رہے۔ (قادیان میں) یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہاں معروف معنوں میں صرف دو ڈاکٹروں کی دکانیں تھیں۔ ایک احمدی ڈاکٹر۔ ڈاکٹر احسان علی صاحب ابن ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر اور ایک ڈاکٹر بچھمن سنگھ کی۔ آج تو ایسی جگہوں کو کلینک کہتے ہیں۔ لیکن ان دنوں یہ دکانیں ہی مشہور تھیں۔ یعنی ڈاکٹر احسان صاحب کی دکان اور ڈاکٹر بچھمن سنگھ صاحب کی دکان۔ ڈاکٹر تو ان کے علاوہ بھی موجود تھے اور نہیں کہہ سکتا کہ جس طرح وہ علاج معالجہ کرتے تھے اسے پریکٹس کہا جا سکتا ہے یا نہیں کیونکہ شاذ ان کے پاس کوئی مریض جاتا تھا۔ مریض جاتا تھا اور اپنے لئے نسخہ لکھوا کر لے آتا تھا۔ سب سے زیادہ معروف اور معتبر تو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب تھے لوگ ان سے نسخہ لے آتے اور اگر وہ نسخہ پوری طرح استعمال نہ کیا جاتا تو دوسری دفعہ آپ کے پاس جاتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ اس لئے کہ حضرت میر صاحب اس بات کی تلقین فرمایا کرتے تھے کہ جو نسخہ لیا گیا ہے وہ دوسری ملاقات تک پوری طرح استعمال کیا جائے۔ اور اگر استعمال نہیں کیا گیا تو پھر مزید کوئی نسخہ لینے کا کچھ مطلب نہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کوئٹہ والے۔ ڈاکٹر لال دین صاحب۔ ڈاکٹر مظفر حسن صاحب اور بعض اور ڈاکٹر بھی۔ لیکن گھروں پر جا کر نسخہ لانے کا رواج کم تھا۔ اور مریض زیادہ تر نور ہسپتال میں ہی جاتے تھے۔ وہاں ان دنوں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب جو حضرت امام جماعت الثانی کے طبیب خاص تھے کام کرتے تھے۔ اور مریضوں کے لئے نسخے تجویز کرتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ان دنوں نور ہسپتال میں شائد صرف حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ہی موجود ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ کسی ڈاکٹر کی وہاں ڈیوٹی نہیں ہوتی تھی۔ ہو سکتا ہے مجھے یہ بات پوری طرح یاد نہ ہو۔ حضرت بھائی محمود احمد صاحب کے پاس بھی لوگ ہسپتال کی طرح جوق در جوق جاتے تھے۔ پہلی دفعہ جب انہیں دیکھا تو کچھ فاصلے سے دیکھنے کی ہمت پڑی اس لئے کہ ان کی دکان کے سامنے جو برآمدہ تھا اس کے ایک کونے میں ایک کھرا تھا۔ اس کھرے میں آدمی کو بٹھا کر آپ دانت نکالا کرتے تھے۔ اور دانت نکالنے کا منظر قریب سے دیکھنا انتہائی مشکل تھا۔ دور سے کھڑے کھڑے دیکھا جاتا تھا کہ دانت جمور میں ہے بھائی صاحب نے ایک ہاتھ جبڑے پر رکھا ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ کے ساتھ زور لگا کر اسے کھینچ رہے ہیں۔ ان دنوں ٹیکے ویکے تو تھے نہیں اسی طرح دانت نکالے جاتے تھے۔ اور جس کا دانت نکالا جا رہا ہوتا تھا وہ بیچارہ درد سے بلبلاتا بھی تھا اور بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ جوں جوں حضرت بھائی جی کا ہاتھ اوپر کو اٹھتا وہ بھی ان کے ساتھ ساتھ اوپر اٹھنے لگتا۔ یہ تھی حضرت بھائی صاحب کے ساتھ پہلی روشناسی۔ اس کے بعد جب قریب ہو کر دیکھا تو دکان کے اندر ایک بڑی سی سہ طرفہ الماری کے پاس بیٹھے آپ نسخے لکھ رہے ہوتے تھے اور نسخے لکھتے وقت منہ میں تو معلوم ہوتا تھا کچھ کہہ رہے ہیں۔ دعائیں ہی پڑھ رہے ہوتے ہوں گے لیکن آواز سے پتہ نہیں چلتا تھا۔ آپ ویسے بھی بہت کم گو تھے۔ اور نسخے لکھتے وقت تو بالکل خاموش رہتے تھے نسخہ لکھ کر اپنے کمپاؤنڈر کو دے دیتے اور وہ دوائی تیار کر کے مریض کے حوالے کر دیتا۔

یہ حضرت بھائی صاحب 'بھائی' کس طرح کہلائے آپ کی بیٹی محترمہ آمنہ صاحبہ نے مجھے بتایا کہ حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کے بیٹے حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب جو بعد میں خود بھی ڈاکٹر بنے حضرت بھائی محمود احمد صاحب کے کلاس فیلو تھے چنانچہ حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب انہیں اپنے گھر لے جاتے اور پانچ چھ بھائیوں میں ان کو بھی شامل کر کے کہتے یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ چنانچہ خاندان میں آپ بھائی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور یہ اوائل عمری ہی کا زمانہ تھا۔ لیکن اس کے بعد ساری عمر آپ بھائی جی کہلاتے رہے۔

میں نے جیسا کہ کہا ہے پہلے تو حضرت بھائی جی کو دور سے کھڑے ہو کر دانت نکالتے ہوئے دیکھا پھر ان کی دکان کے قریب جا کر انہیں اندر سہ طرفہ الماری کے قریب بیٹھے نسخے لکھتے دیکھا لیکن زیادہ اس وقت ملا جب حضرت امام جماعت الثانی کے ارشاد کے ماتحت ایک طبی کلاس کے ختم کرنے پر ہماری ڈیوٹیاں مختلف جگہوں پر لگائی گئیں۔ چار پانچ نوجوانوں میں میرے ساتھ اس وقت محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل بھی شامل تھے اور ایک دو اور تھے۔ طب کی کلاس ختم کر لینے کے بعد ہمارے پریکٹیکل کے لئے میری تعیناتی حضرت بھائی جی کی دکان پر ہوئی اور محترم مولوی محمد احمد صاحب جلیل کی تقرری نور ہسپتال میں۔ میں نے حضرت بھائی جی کے پاس جا کر کام شروع کر دیا۔ آپ نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا۔ صرف میں نے ایک دو فقروں میں بتایا کہ حضرت صاحب کی طب کی جاری کردہ کلاس کے بعد اب میری ڈیوٹی آپ کے ساتھ لگی ہے کہ میں یہاں دوائیں بنانا سیکھ لوں۔ چنانچہ کچھ عرصہ میں نے وہاں ان کے ساتھ کام کیا۔

مجھے یاد ہے کہ بعض اوقات غلط دوائی بن جاتی تھی اور شکل و صورت سے پتہ چل جاتا تھا کہ یہ دوائی غلط ہے۔ چنانچہ میں اسے گرا کر صحیح طور پر دوائی بنا دیتا اور اس طرح آہستہ آہستہ مجھے آپ کے نسخے پڑھنے میں اور ان سے دوائیاں بنانے کا تجربہ حاصل ہو گیا۔ میری اپنی صحت ان دنوں بڑی کمزور تھی۔ بعض اوقات تو بعض مریض یا بعض لوگ جو حضرت بھائی جی کے پاس آتے میری طرف دیکھ کر سمجھتے کہ میں بھی ان کا مریض ہوں اور دوائی لینے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب وہ مجھے دیکھتے کہ میں نے بھائی جی کے ہاتھ سے ایک نسخہ پکڑا ہے اور اس کی دوائی بنانی شروع کر دی ہے تو وہ حیران رہ جاتے کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ مریض بیٹھا ہوا ہے یہ تو بھائی جی کا کارکن ہے۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ کچھ عرصہ تک حضرت بھائی جی کی اس معیت اور شاگردی کا فخر حاصل رہا۔

حضرت بھائی جی کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفا دی ہوئی تھی۔ آپ قریب قریب کے گاؤں میں خاصے معروف تھے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جو زمیندار آپس میں لڑ کر ایک دوسرے کا سر پھوڑ دیتے تھے اور بازو اور ٹانگیں توڑ دیتے تھے ان کو چارپائیوں پر ڈال کر بھائی جی ہی کی دکان پر لایا جاتا تھا۔ ایک دفعہ تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سات افراد جن میں عورتیں بھی شامل تھیں زخموں سے چُور چارپائیوں پر لائے گئے اور بھائی جی کے سامنے چھوٹے سے میدان میں جہاں بعد میں خاکسار کے ماموں مکرم عبدالرحیم صاحب دیانت نے اپنا مکان تعمیر کیا وہاں رکھے ہوئے تھے۔ اور بھائی جی ان سب کے چہروں سے کپڑا اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے تھے کہ کس کو کتنی ضربیں آئی ہیں اور کس طرح اس کا علاج کرنا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ باوجود اس کے کہ ان دنوں حضرت بھائی جی کے پاس زیادہ اوزار بھی نہیں تھے اور آپ کی تجرباتی کیفیت بھی کوئی اتنی نمایاں نہ تھی۔ لیکن لوگ اپنے ایسے مریضوں اور زخمیوں کو انہی کے پاس لاتے تھے اور خدا کے فضل سے شفایاب ہو جاتے تھے۔ لگتا یہ ہے کہ آپ میں سیکھنے کا مادہ بہت زیادہ تھا۔

آپ کی بیٹی محترمہ آمنہ صاحبہ نے بتایا کہ ان کے گلے کے اپریشن کے لئے حضرت بھائی جی انہیں میو ہسپتال بھی لے گئے۔ ان دنوں ڈاکٹر حبیب اللہ شاہ صاحب بھی وہیں تھے۔ اور گلے کا اپریشن کروا لیا۔ جب حضرت بھائی جی واپس قادیان آئے تو اگرچہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی کسی کے گلے کو اس طرح کے علاج کے لئے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ لیکن اب ایک بڑی سی قینچی اور شائد ایک چاقو کے ساتھ وہ فوری طور پر اس طرح کا علاج کرنے پر آمادہ ہو جاتے۔ چنانچہ کئی لوگوں کا آپ نے اسی طرح گلے کا اپریشن کیا۔

آپ کی مشہوری اپنی ذات کی وجہ سے تو تھی ہی پھر آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انعام عطا کر دیا۔ اور وہ یہ تھا کہ آپ کے بیٹے مکرم مسعود احمد صاحب نے کلام الٰہی یاد کر لیا اور مسعود احمد صاحب اپنی کم عمری کی وجہ سے جب محلوں میں جاتے تھے تو ان کی بڑی پذیرائی ہوتی تھی اور ان کی پذیرائی کے ساتھ ساتھ حضرت بھائی جی کا نام بھی خوب نکلتا تھا۔

بھائی جی کو اللہ تعالیٰ نے کثرت اولاد سے نوازا تھا۔ سات بیٹیاں اور دو بیٹے۔ بیٹوں میں سے ایک ڈاکٹر بنا دوسرے نے انگلستان سے ایم۔ فارمیسی کا امتحان پاس کیا۔ بیٹیوں کے متعلق قادیان کے ماحول میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت بھائی جی کی بیٹیاں دینی علوم سے بہت شغف رکھتی ہیں۔ انہیں بعض اساتذہ جنہیں حقیقی معنوں میں نامور اساتذہ کہا جا سکتا ہے گھر پر آکر تعلیم دیا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب۔ اور اسی قسم کے دوسرے بزرگ حضرات بھی۔ میں نے پہلے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت بھائی جی قریب کے گاؤں میں خاصے جانے پہچانے جاتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ کی بیٹی محترمہ آمنہ صاحبہ نے اپنے بھائی ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے سن کر دو واقعات لکھوائے ہیں جنہیں اختصار کے ساتھ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ نے بتایا کہ شیخ نثار احمد صاحب مکند پور ضلع ہوشیار پور، سری گوبند پور کے راستہ سے قادیان جا رہے تھے۔ بیاس دریا پار کیا تو شام ہو گئی تھی۔ آگے قادیان تک سکھوں کا علاقہ تھا۔ شیخ نثار صاحب سوچ رہے تھے کہ رات کا سفر کیسے کریں۔ کہ ایک اور نوجوان آگیا۔ اس نے بتایا کہ وہ سید نذیر حسین ہے۔ اور اس کے والد کا نام سید امیر حسین بھیروی ہے اور وہ بھی قادیان جانا چاہتا ہے۔ چنانچہ دونوں چل پڑے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ راستہ میں سکھوں نے گھیر لیا۔ ان کے پاس بڑے بڑے برچھے تھے۔ انہوں نے آکر پوچھا کہاں چلے ہو۔ سید نذیر حسین نے جلدی سے حاضر دماغی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ میں ڈاکٹر بھائی محمود احمد کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر وہ لوگ وہیں ٹھٹھک گئے۔ ایک دوسرے سے باتیں کرنے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد احمد- مانچسٹر ... . ... . ... . ... ... بشکریہ روزنامہ جنگ لندن

# اسلامی سائنس کا شاندار ماضی

علم و معرفت کسی ایک قوم یا ملک کی جائیداد نہیں بلکہ یہ قدرت کی عطا ہے۔ علم و معرفت کی ایک بڑی شاخ سائنس و ٹیکنالوجی کی ہے جس نے ماضی میں کئی علاقوں اور کئی قوموں میں عروج دیکھے۔ ان قوموں میں یونانی' ہندو اور چینی شامل ہیں۔ اسلام کے ظہور کے بعد ۹۵۰۔ ۱۱۰۰ عیسوی کا دور اسلامی سائنس کا روشن ترین دور ہے۔ اس میں نامور عرب' فارسی' افغان اور ترک سائنس دان' فلاسفر اور ماہرین طب پیدا ہوئے۔ پھر بارہویں صدی سے لے کر تاحال یہ عروج مسلم دنیا سے اٹھ کر مغربی دنیا کی جھولی میں آ بیٹھا۔

مسلمانوں کے سائنسی عروج کے دور ماضی کی سیر کروانا اس مضمون کا مقصد ہے۔

## ریاضی

### محمد بن موسیٰ الخوارزمی

یہ مسلم سائنس کے دور کے مایہ ناز ریاضی دان تھے۔ انہوں نے ریاضی کی نئی شاخ دریافت کی جسے مغرب میں بھی عربی نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ (AIGEBRA) الجبرا ہے۔ انہوں نے ہی (QUADRATIC) اور (CUBE) مساواتوں کو حل کرنے کا لازوال طریقہ ترتیب دیا۔ الخوارزمی نے جذر' مربعہ علم الاعداد اور کسر اعداد کے حل معلوم کرنے کے علوم کو بھی جنم دیا جو آج کل کے کمپیوٹر میں بھرپور استعمال کئے جاتے ہیں۔ مزید انہوں نے لاگرتھم کا طریقہ دریافت کیا جو بہت بھاری رقموں کو چند اعداد سے نمایاں کر کے تمام ریاضی کی پیچیدگیوں سے دور رکھتا ہے۔ یہ ایک کمال کی دریافت تھی۔

### ابوالفاتح عمر ابن ابراہیم الخیام

یہ مشہور ریاضی دان اور اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔ اگرچہ یہ اپنی رباعیات کی وجہ سے مشہور ہیں۔ انہوں نے خوارزمی کے الجبرا کو توسیع دی۔ (CONIC GEOMETRY) جو فلکیات میں مداروں کے لئے استعمال ہوتی ہے اس کو الجبرا کے ساتھ مل کر فلکیات کے علم کو آسان بنایا۔ انہوں نے Cube Order کی ریاضی کی مساواتوں کو حل کرنے کا طریقہ نکالا۔ انہوں نے تین (VARIABLES) والی مساواتوں کو حل کرنے کی ترکیب ڈھونڈی ان مساواتوں کو (TRINOMIAL) کہتے ہیں۔

## فزکس علم طبعیات

### ابو علی الحسن الحاتم

یہ وہ بلند پایہ مسلم سائنس دان ہے جن کے دریافت کردہ قوانین کا آج کل (OPTICS) میں بھرپور استعمال کیا جاتا ہے مگر ان قوانین کو مغربی ناموں کا تاج پہنا کر مغربی دریافت بتائی جاتی ہے۔ انہوں نے کروی آئینوں کے بارے میں ریاضی کی زبان میں کلئے دریافت کئے۔ انہوں نے عدسوں کے استعمال کرنے کے طریقے دریافت کئے جنہوں نے خوردبین کو جنم دیا۔ انہوں نے روشنی کے خط مستقیم میں سفر کرنے کے نظریات کو پیش کیا۔ روشنی کے ہلکے میڈیم سے بھاری میڈیم میں داخلے سے اپنا راستہ موڑ لینے کے قوانین انہوں نے دریافت کئے۔ جنہیں اب SMELL.S'LAW کہا جاتا ہے۔ انہوں نے (PLANO CONVEX LENS) کی خوبی کو بھی دریافت کیا جس کی بدولت دوربین کا بنانا ممکن ہوا۔

### ابوالفاتح عبدالرحمان الخازینی

انہوں نے چیزوں میں توازن معلوم کرنے کے لئے (CENTRE OF GRAVITY) کے نظریئے کو دریافت کیا۔ انہوں نے چیزوں کے ISPECIFIC WEIGHT کو معلوم کرنے کی ترکیب ڈھونڈی۔ مزید انہوں نے (HYDROSTATIC) کے علم کو مضبوط راہوں پر چلایا۔

### ابوریحان البیرونی

اجرام فلکی کی حرکت کے بارے میں جدید قوانین کی بنیاد انہوں نے قائم کی۔ انہوں نے ثقل کی طاقت کو دریافت کیا۔ انہوں نے اجرام فلکی کے بیضوی مداروں کو متعارف کروایا جو کہ اب (KEEPLERS LAW) کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے زمین کا قطر بھی معلوم کیا۔

## علم کیمیا

### محمد بن ذکریا الرازی

یہ اپنے وقت کے بلند پایہ ماہر کیمیا دان تھے۔ ان کی کتاب (SECRETS OF SECRETS) کیمیاوی تعاملات پر مبنی مشہور کتاب ہے جو عرصہ دراز سے سند سمجھی جاتی رہی۔ الرازی نے درج ذیل طریقوں کو رواج دیا۔

(1) DISTILLATION
(2) CALCINATION
(3) CRYSTALLISATION

انہوں نے تجربہ گاہ میں نئی چیزوں کو متعارف کروایا جن میں

BEAKERS
FLASKS
PHIALS
CASSEROLES
NAPTHA FURNACES
MELHING FURNACES
CHEAR TONGUES

وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے کئی تیزاب پہلی دفعہ تیار کئے۔

### جابر بن حیان

ان کا کام کئی صدیوں تک عالمی سند کی حیثیت رکھتا تھا۔ انہوں نے دھاتوں کے خواص کے مطابق ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ انہوں نے (ACID BASE) تھیوری کو تجویز کیا۔ جابر نے کیمیا میں ہی نام پیدا نہیں کیا بلکہ اجرام فلکی کے بارے علم COSMOLOGY ستاروں کے بارے علم ASTROLOGY موسیقی علم الاعداد اور حروف کے علم پر بھی کمال حاصل تھا۔

## علم فلکیات

### الفارغانی

ان کی کتاب (ELEMENT OF ASTRONOMY) عرصہ دراز تک مغرب میں قابل قدر سمجھی جاتی رہی۔

### طابطہ ابن کرہ

انہوں نے (OSCILLATORY) حرکت کے لئے نظریات قائم کئے۔ انہوں نے قدیم نظریہ برائے کائنات کو جدید کیا۔ قدیم نظریہ کے مطابق زمین کو مرکز مان کر سورج اور دیگر ستاروں کو سات کروں میں نمایاں کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس نظریہ میں نویں کرے کو شامل کیا۔ اب یہ ماڈل رد کر دیا گیا ہے۔

## طب

### ابو علی الحسن ابن سینا

مغرب میں ان کی کتاب (CANON OF MEDICINE) بہت مشہور ہے۔ انہوں نے کئی ادویات اور کئی مرضوں کی تفصیل لکھی۔ مغرب میں یہ (AVICENNA) کے نام سے مشہور ہے

### البا تانی

انہوں نے زمین کے سورج کے گردش کے نتیجہ میں مدار کے بیضوی ہونے کی شرائط دریافت کیں۔ انہوں نے ستاروں کے بارے ایک مشہور کتاب لکھی۔

### الحزن

انہوں نے ستاروں کے بارے (RESUME.OF ASTRONOMY) کتاب لکھی۔ سیاروں کی حرکت کو معلوم کیا۔

### ابن یونس

انہوں نے (SPHERICAT TRIGONOMETRY) کے درپیش مسائل کو حل کرنے کے طریقے دریافت کئے۔ پنڈولم کی حرکت کو پہلی دفعہ ریاضی کی شکل دی۔

### الزرقالی

ایک مشہور ماہر فلکیات تھے۔ انہوں نے کئی آلات کو دریافت کیا جو رسدگاہوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

### ابن طفیل

یہ (SPHERES) کے علم میں ایک معروف سند تھے۔ ہیں۔

### حسنین ابن اسحاق

طب کی دنیا میں یہ سب سے بڑے مترجم تھے۔ انہوں نے ۲۰۰ کے قریب کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔ مغرب میں یہ (Johannitus Onam) کے نام سے مشہور ہیں۔

### علی ابن العباس معجوسی

مغرب ان کو (HOLY ABBAS) کے نام سے یاد کرتا ہے۔ یہ بیماروں کے علاج کے لئے اپنے وقت کے چوٹی کے ماہر تھے۔ ان کا کام ابن سینا تک ایک عالمی سند رکھتا تھا۔

## آرٹ و فلسفہ

### کتاب الدین شیرازی

یہ ایک عظیم فلاسفر اور ریاضی دان تھے۔ ابو یوسف یعقوب ابن اسحاق الکندی ٹیکنیکی الفاظ جن کا تعلق فلسفہ سے تھا ان کو عربی لغت میں شامل کیا۔ انہوں نے فلسفہ کے علاوہ فزکس طب اور نیچرل ہسٹری میں کام کیا۔

### ابو ناصر الفارابی

ارسطو کے کام کو توسیع دی (METAPHYNIS) کے بارے میں نظریات کو تجویز کیا۔ ان کا کام (LOGIC OF THE ORIANTALS) کے نام سے مشہور ہے۔

### عبدالرحمان ابو زید ابن خلدون

ان کا کام (PHILOSOPHER OF HISTORY)

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشکریہ ہفت روزہ لاہور

# حُبِّ وطن

## (فرانسیسی سے ترجمہ)

"اندرے ڈوریر مقام فلیڈلفیا کی "سمتھسن کمپنی" کے مشہور تجارتی کارخانہ کا معتبر ملازم اپنے کمرے میں مضطربانہ پھر رہا ہے ادھر سے ادھر جاتا ہے۔ اور ادھر سے ادھر آتا ہے۔ کوئی پریشانی دامنگیر ہے کبھی اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے اور کبھی تند و تیز حرکات سے اس بحث کا اظہار کرتا ہے جو اس کے دل میں اندر ہی اندر جاری ہے۔

اگر اس کے دوستوں میں سے کوئی اسے اس وقت دیکھے تو یقیناً حیران ہو کیوں کہ فلیڈلفیا میں اس کے جاننے والے سب اسے کامیاب آدمی سمجھتے ہیں۔ اور باعث رشک خیال کرتے ہیں۔ جب سے اس نے امریکہ میں قدم رکھا کامیابی نے اس کا ساتھ دیا۔ اسے ابھی دو برس سے زیادہ یہاں نہیں گزرے مگر ہر ایک کے دل میں اس نے گھر کر لیا ہے اور گو ابھی اس کی عمر چھوٹی ہے، تاہم اس کارخانے میں ذمہ داری کا کام اس کے سپرد ہے۔ اس بنا پر لوگ اسے ذی فہم اور ہونہار نوجوان سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ایک دن مالدار ہو گا۔

چند ہفتوں سے اسے ایک اور خوش قسمتی حاصل ہے۔ سمتھسن صاحب کی بیوی نے اسے اپنے شام کے بے تکلف جلسوں میں آنے کا کئی بار موقع دیا ہے اور وہاں مس ازابلا سمتھسن اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے چائے کی پیالیاں اسے دیتی ہے اور اپنے لطف آمیز تبسم اور مہربانی کی نگاہوں سے اس مزے کو اور دوبالا کرتی ہے۔ چنانچہ آج قرارداد کے مطابق ان دونوں ماں بیٹیوں کے ساتھ اسے نمائش گاہ عام میں باجا سننے جانا ہے جہاں ہر قوم کی موسیقی کا نمونہ دکھایا جانے کو ہے۔

اس عزت پر اس کے بہت سے ہمسروں کو رشک ہے وہ اس میں معنی پیدا کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ محبت کرنے سے وہ شادی کی لاٹری میں بہت سا مال جیت لے جائے گا۔

باپ کا خط

بااین ہمہ اگر وہ متفکر ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے آج ہی اپنے باپ کا خط ملا ہے جس کے مضمون نے یہ اضطراب اس کے دل میں پیدا کیا ہے۔ بوڑھا ڈوریر ایک پنشن یافتہ فوجی کمان افسر ہے جو اپنے زاد بوم فرانس کی خدمت کے بعد وہیں ایک گاؤں میں اپنے آخری دن کاٹ رہا ہے۔

اندرے نے کچھ عرصہ ہوا اپنے باپ کو ایک تجویز لکھ کر بھیجی تھی۔ جس میں امریکہ میں مستقل سکونت اختیار کر کے قانوناً وہیں کا باشندہ قرار دیئے جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا یہ اس تجویز کے جواب میں ہے۔

بوڑھے سپہ سالار کے خط کا مضمون ذیل میں درج ہے۔

میرے پیارے اندرے!

جب مدرسے سے نکلتے ہی تم نے مجھے یہ کہا کہ تم سپہ گری کا پیشہ اختیار کرنا نہیں چاہتے تو میں نے تمہاری خواہش کو تسلیم کیا۔ سپاہی ہونے کے لئے اپنے فن کا شوق اور ایثار کی خصلت درکار ہے۔ تم اس صدی کے آخری حصے کی پیدائش ہو۔ تمہارے خیالات اور ہیں اور تم نے کوئی اور ذریعہ معاش تلاش کرنا چاہا۔ پس میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں اپنے خیالات کی موافقت پر تمہیں مجبور کروں۔

میں صفائی سے اس بات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے تم فرانس سے گئے ہو، تم نے اپنے فیصلے کی عمدگی کا اپنی نمایاں کامیابی سے عملی ثبوت دیا ہے اور جو خط مجھے فلیڈلفیا سے آیا ہے اس میں تمہاری تعریف ہی آئی ہے۔

مگر اب تم جلدی امیر ہونے کی خاطر۔ امیر کی بیٹی بیاہنے کی غرض سے ایک دوسری قوم میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ اور اپنے وطن کو ترک کرنا چاہتے ہو۔ جیسے کوئی پرانے کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے تو اے پیارے بیٹے! میں اپنے پدرانہ اختیارات ترازو کے دوسرے پلڑے میں ڈالنا چاہتا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ تمہارے لئے پھر یورپ میں آنا باعث تکلیف ہو گا۔ اول تو تمہیں تین سال فوج میں صرف کرنے پڑیں گے۔ جو ہر ایک کے لئے لابُد ہے۔ اگر وہ فرانسیسی رہنا چاہے مگر فرض کا خیال مقدم ہے۔ اور فرض یہی حکم دیتا ہے کہ تم واپس آؤ۔

جان پدر! وطن اس جگہ کو نہیں کہتے جہاں معاش میسر ہو بلکہ اس سرزمین کا نام ہے۔

جہاں والدین رہتے ہوں۔

جہاں آباؤ اجداد کی ہڈیاں مدفون ہوں۔

جہاں تمہارا عہد رہا ہو۔ اسی کی خاطر تمہارا دادا دشمن کے ہاتھوں مارا گیا۔

اسی کے واسطے مجھے زخمی ہونے کی عزت حاصل ہوئی۔

آؤ اور اس پیارے جھنڈے کے نیچے اپنی جگہ لو جس نے تمہارے بزرگوں کے خون کا رنگ دیکھا ہے۔

میں اپنے زمانے میں خاصی ترقی کرتا رہا ہوں گو مجھے کوئی بڑی مہم سپرد نہیں ہوئی لیکن میں نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ اپنے ملک کو دیا ہے اور آڑے وقت میں اس کے کام آیا ہوں اور اس وقت میں جو کچھ ہوں۔ فرانس کی طفیل ہے۔ جب تم گھر سے نکلے تھے اور میں نے تمہیں گلے لگا کر تمہاری پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ اس وقت میں نے عہد کیا تھا کہ تم میرے بعد اپنے ملک کی خدمت کرو گے۔ اور تمہاری نسل ہم سے بڑھ کر خوش قسمت ہو گی۔

اے فرزند! میں تم سے درخواست کرتا ہوں اور اگر ضرورت ہو تو تمہیں حکم دیتا ہوں۔

کہ تم فرانسیسی رہو اور اپنا وطن نہ بدلو۔

"کماندار ڈوریر"

جواب خط

اندرے نے اس خط کو پھر ایک دفعہ پڑھا اور میز کے قریب آ کر کانپتے ہوئے ہاتھ سے جواب لکھنا شروع کیا جس کا یہ مضمون تھا۔

میرے والد بزرگوار۔

آپ نے لکھا ہے کہ وطن اس جگہ کو نہیں کہتے جہاں معاش ہو! منظور! مگر کیا اس جگہ کو بھی نہیں کہتے، جہاں اس کا محبوب ہو۔ میرا دل یہاں ہے اور میرا کاروبار یہاں۔

مجھے فرانس جسے میں نے مدرسے کی کھڑکیوں سے ہی دیکھا ہے اب اچھی طرح یاد بھی نہیں اور نہ مجھے چنداں اس کا خیال ہے۔ آپ کے لئے اس نے کیا کیا ہے آپ نے اپنی ساری زندگی اس کی خدمت میں وقف کر دی اور اس کے بدلے اپنا خون بہایا۔ اس کے عوض میں آپ کے کندھے پر ایک رنگ دار فیتہ بڑھانے اور بڑھاپے میں محض گزارے کے موافق مدد دینے کے سوا اس نے کیا کیا۔ ملک امریکہ مجھے دولت مند اور بااثر بنا دے گا۔

ابا جان! میں اس بارے میں آپ کی حکم عدولی پر مجبور ہوں۔ گو مجھے اس کا سخت افسوس ہے مگر میں اپنی جوانی کے تین بیش قیمت برس گولہ باری سیکھنے میں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اور جتنی جلدی ممکن ہو گا ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی آزاد مملکت جمہوری کے ہال میں شامل ہو جاؤں گا۔"

نوجوان اندرے یہاں تک لکھنے پایا تھا کہ ٹائم پیس نے گھنٹی بجائی اور اسے معلوم ہوا کہ سمتھسن صاحبہ اور مس سمتھسن سے ملنے کا وقت ہو گیا۔ اس نے قلم رکھ دیا اور خط ختم کئے بغیر وہ ان کی ملاقات کے لئے گھر سے نکلا۔

نمائش گاہ میں

فرانسیسی نوجوان کا مع دو خواتین نمائش گاہ میں داخل ہونا باوجود مجمع کی کثرت کے لوگوں کی نظر سے بچا نہیں۔ کئی نگاہیں ان پر پڑیں۔ وہ خود دراز قد، چھریرے بدن کا، سیاہ مونچھیں بانکپن سے چڑھائے ہوئے، فرانسیسی نسل کا ایک عمدہ نمونہ تھا۔ اور اس کے ساتھ والی مس ازابلا کی خوبصورت نیلگوں آنکھیں۔ نازک کمر، سنہرے بال، ان حسینوں کو یاد دلاتے تھے۔ جن کے فسانے دنیا میں رہ گئے ہیں۔

جہاں باجا بجتا تھا۔ اس کے قریب کی کرسیاں بالکل پُر تھیں لیکن چونکہ ان تینوں کے لئے کرسیاں پہلے سے مخصوص ہو گئی تھیں، اس لئے انہیں جگہ ڈھونڈنے میں چنداں دقت نہ ہوئی گو راستے میں کسی قدر گھمسان تھا۔ خاص کر ایک جگہ جہاں ایک گروہ سفید مگر ابھرے ہوئے گالوں والے آدمیوں کا بیٹھا تھا جو آسانی سے پہچانے جا سکتے تھے کہ جرمن لوگ ہیں۔

اندرے اپنی خوش رو جلیس کو گوشہ چشم سے دیکھتا جاتا تھا اور اس کے کان موسیقی سے بڑھ کر اس کی آواز کی طرف لگے تھے کہ اتنے میں ایک عام حرکت سامعین میں ہوئی جس نے اس کے خیالات کو جو موہومہ تصاویر کے گلابی بادلوں پر پرواز کر رہے تھے۔ زمین کی طرف دم بھر کے لئے واپس بلا لیا یعنی پیرس کی جمہوری سلطنت کے دستہ فوج کا باجا شروع ہونے لگا۔

فرانسیسی باجا بجنے پر

اچانک وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ وردی جس کو وہ بچپن میں خوب جانتا تھا۔ اس کے سامنے موجود ہے اور وہ تین رنگ کا جھنڈا جو تمام دنیا کے گرد فرانس کی شہرت اور آزادی کا آوازہ بلند کرنے کے لئے پھر چکا ہے، اس کے پیش نظر ہے اس کے دیکھتے ہی وہ سب باتیں جنہیں وہ اپنے ذہن میں بھلا بیٹھا تھا۔ سرعت سے اس کے دماغ میں پھر گئیں۔

سب لوگ سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گئے ایک سکوت کا عالم طاری تھا صرف ایک آواز اس سکوت میں مخل تھی اور وہ ایک جرمن کی تھی، جو اپنے رفیقوں کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے طعن آمیزی سے ہنس رہا تھا۔ اندرے نے سمجھا کہ وہ فرانسیسیوں کے قومی جھنڈے کی ہنسی اڑا رہا ہے۔

اس نے بے اختیار بے سوچے سمجھے۔ پکار کر کہا "ہش ہش" اور کہنے کے بعد خود اپنے آپ پر متحیر ہوا۔

باجے کے افسر نے اپنی چھڑی اٹھائی۔ نقارے پر چوٹ پڑی۔ رنگولے بجنے لگے اور مرسی کا غیر فانی راگ کمرے میں گونج اٹھا۔ سارا زمانہ اس لَے کو پہچانتا ہے۔

فرانس کے مشہور انقلاب میں یہی آوازۂ جنگ تھی، جس نے لوگوں کے دل ہلا دیئے تھے اور جب باجا ختم ہوا تو سننے والوں نے بے ساختہ داد دی۔ اور تالیوں پر تالیاں بجیں۔ مگر ایک طرف سے ایک حقارت آمیز سیٹی سنی گئی اور یہ اسی جرمن نے بجائی جسے اندرے خموش رہنے کو کہہ چکا تھا۔ اس پر فرانسیسی نوجوان بے قابو ہو گیا۔ اسے سب کچھ بھول گیا۔ نہ یہ خیال رہا کہ اس کی آرزوئیں کیا کیا

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان ... ... ... ... ... ... ... ... ڈاکٹر منیر احمد سہیل

# محترم عبدالوحید سلیم صاحب ایڈووکیٹ-لاہور

مکرم ڈاکٹر منیر احمد سہیل صاحب ابن محترم محمد دین انور صاحب آف سرگودھا لکھتے ہیں :-

بزرگوارم محترم جناب سیفی صاحب

الفضل کی آپ نے جس طرح کایا پلٹ دی ہے اور اسے جس طرح جاذب بنایا ہے ایک معجزہ سے کم نہیں۔ خدا کرے ربوہ کے جوان جرنلسٹ آپ کی رہنمائی سے مستفید ہو کر اپنے فن کو جلا بخشیں۔ آمین۔

---

١٩٩٣ء میں ١٦- اور ١٧- نومبر کی درمیانی رات ہم پہ قیامت بن کر گزری میرے پیارے سسر اور عزیز دوست عبدالوحید سلیم صاحب ہم سے جدا ہو گئے۔

آپ کی زندگی اخلاص' شرافت اور محنت سے عبارت تھی۔ بچپن سے ہی محنت کی عبارت تھی۔ ہمیشہ اچھے طالب علموں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ سکول کے زمانہ میں روزانہ کئی میل پیدل چل کر جاتے اور حصولِ علم کی لگن میں یہ سلسلہ جاری رکھا۔ میٹرک کے بعد لاہور میں کچھ عرصہ تعلیم الاسلام کالج' بعد میں گورنمنٹ کالج اور پھر لاء کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ باقاعدگی اور محنت ان کے طالب علمی کے زمانہ کی اہم خصوصیات تھیں۔ لاء کرنے کے بعد لاہور میں پریکٹس شروع کی اور بغیر کسی خاندانی یا اقتصادی پس منظر کے چند ہی سالوں میں محض محنت اور مستقل مزاجی کے بل بوتے پر لاہور کی وکیل برادری میں اپنا اہم مقام بنا لیا۔

١٩٧٤ء کے جماعتی بحران کے بعد جب انفرادی اور جماعتی طور پر ابتلاؤں کا وقت آیا تو آپ کی خدمات ہمیشہ جماعت کے لئے وقف رہیں۔ سلسلہ کا جو کام بھی ملتا بہت خندہ پیشانی سے قبول کرتے اور محنت سے انجام دیتے۔ کام چھوٹا ہوتا یا بڑا ان کی عادت تھی کہ انتہائی انہماک اور باریک بینی سے اسے انجام دیتے۔ چھوٹے سے چھوٹے کام کو بھی سرسری انداز میں کرنا ان کی عادت نہ تھی۔ قانونی کتابوں پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ زبانی کتابوں کے حوالے بمعہ صفحہ نمبر بتا دیا کرتے۔ اس وجہ سے وکیل حضرات نے انہیں کمپیوٹر کا نام دے رکھا تھا۔ اگر کوئی جونیئر وکیل ان سے قانونی مشورہ طلب کرتا تو تفصیل کے ساتھ اس کی رہنمائی کرتے۔ شدید مصروفیت کے باوجود بے صبری کا مظاہرہ نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جماعتی خدمات کی طویل عرصہ تک توفیق بخشی۔ ان کا اصول تھا کہ پہلے جماعتی کام انجام دیتے اور بچ جانے والے وقت کے حساب سے ذاتی پریکٹس کے لئے کیس لیتے۔ زندگی کے آخری کئی سال ان کے وقت کا بیشتر حصہ جماعتی کاموں کے لئے وقف تھا۔ میں نے ایک دفعہ ان سے درخواست کی کہ اپنے آرام کے لئے مناسب وقت رکھیں اور اتنا ہی جماعتی کام لیں جسے آسانی سے کر سکتے ہیں جواب میں مسکرانے پر اکتفا کی۔ قدرت نے انہیں سحر انگیز شخصیت دے رکھی تھی۔ باتیں کرتے تو اس قدر ملائمت کے ساتھ کہ سننے والے کا دل موہ لیتیں۔ حافظہ اس قدر اعلیٰ تھا کہ لوگ دم بخود رہ جاتے۔ ذاتی اخلاق اعلیٰ پائے کے تھے۔ چھوٹے بچوں حتیٰ ملازموں سے آپ کہہ کر مخاطب ہوتے۔ ان کے منشی صاحب کا بیان ہے کہ سالہا سال کی ملازمت کے دوران انہوں نے ایک بار بھی وحید سلیم کی زبان سے "تم" کا لفظ نہ سنا۔ ہمیشہ محمود صاحب کہہ کر بلاتے۔ سخت مصروفیت کے عالم میں بھی بچوں کے لئے ضرور وقت نکالتے۔ جب ان کے نواسے نواسیاں آئے ہوتے تو گھر کبھی خالی ہاتھ نہ آتے۔ بچوں کے لئے کچھ نہ کچھ لاتے اور کچھ دیر ان کے ساتھ کھیلتے۔ آخری رات وفات سے تین گھنٹے قبل اپنی دو مہینے کی نواسی کو کچھ دیر کھلاتے رہے حالانکہ سارا دن مصروف گزار کر رات نو بجے کے بعد گھر آئے تھے۔

بہت نفاست پسند تھے۔ ذاتی اور ماحول کی صفائی کا بہت خیال رکھتے۔ کپڑوں کو اس قدر احتیاط کے ساتھ استعمال میں لاتے کہ کئی کئی سال پرانے سوٹ نئے معلوم ہوتے۔ گھر کے اندر کی صفائی کے علاوہ گھر کے سامنے کی سڑک کی صفائی کا بھی خیال رکھتے۔ ان کی یہ عادت دیکھ کر ہمسائے بھی سڑک کی صفائی کا خیال رکھنے لگے۔ ان کی جو عادت مجھے خاص طور پر پسند تھی اور جو ہمارے معاشرے میں نایاب ہے' وہ تھی غیبت سے احتراز۔ ان سے کسی کی برائی سنی نہ جاتی۔ گفتگو کا رخ خوبصورتی سے کسی اور طرف موڑ دیتے۔ اپنی اولاد کا احترام کرو کے حکم پر عمل کرتے۔ اپنے بچوں کو کبھی نہیں مارا اور ان کو اتنا ہی احترام دیتے جتنا ایک بڑے کو دیا جاتا ہے۔ صلہ رحمی کا یہ عالم تھا کہ نیلا گنبد میں چھوٹے گھر کے باوجود ہمیشہ رشتہ داروں کے بچوں کو تعلیم یا ملازمت کی غرض سے اپنے پاس رکھتے۔ اس سلسلہ میں خوش قسمتی سے انہیں اپنی بیگم کا تعاون بھی ہمیشہ حاصل رہا۔ ان کی بیگم رشیدہ صاحبہ ڈاکٹر محمد دین صاحب آف وہاڑی کی صاحبزادی ہیں۔

مبالغہ آمیزی ان کی گفتگو میں کبھی نہ ہوتی۔ مدلل اور غیر جذباتی طریق سے اپنی رائے بیان کرتے وکالت جیسے پیشہ میں ان کی دیانت کو نمونہ کے طور پر پیش کیا جاتا۔ اس قسم کی دیانت جب وکالت کے پیشہ میں ہو تو ظاہراً آمدنی پر اثر پڑتا ہے مگر ان کی نظر آمدنی کی مقدار پہ نہیں' برکت پہ ہوتی۔ پیشہ ورانہ دیانت کی مثال تھے۔

ہم جب ایران سے چھٹی پر آتے تو مجھ سے اس قدر محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے ایسے لگتا میں ان کا بیٹا ہوں اور میری بیوی ان کی بہو ہیں۔ گھرانوں کی سیاست میں بارہا بدمزگی ہو جاتی ہے مگر آفرین ہے اس عظیم وجود پر کہ کبھی بھی غصہ میں نہ آئے ماتھے پہ شکن نہ ڈالی' کبھی بھی منفی انداز میں کسی کا ذکر نہ کیا۔ اگر کبھی کسی نے دل دکھایا بھی ہوتا اور اس سے ملاقات ہو جاتی تو اس قدر خوش مزاجی سے ملتے کہ تمام کدورتیں ختم ہو جاتیں۔ اس عالی ظرفی کے واقعات اس قدر زیادہ ہیں کہ جب بھی ان پہ نظر دوڑاتا ہوں ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

پیارے رب العزت تو نے اس قیمتی وجود کو اپنی طرف بلایا ہے اور ہم محزون ہیں مگر تو ہی جانتا ہے اسی میں بہتری ہو گی۔ ہماری دعا ہے کہ خدایا تو انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔ ان کی بیوہ محترمہ' اولاد اور دیگر رشتہ داروں کو صبر و استقامت کی توفیق عطا فرما اور ان کی زندگی کے اعلیٰ نمونہ کو اپنانے کی ہم میں توفیق پیدا کر۔ اے خدا ہم سب کو جماعت احمدیہ کے مخلص خادم بننے کی توفیق اور لیاقت سے نواز (آمین)۔

---

یادرفتگان ...... .. ...... .. ...... شیخ عبدالمنان - واقف زندگی

# محترم شیخ عبدالوہاب صاحب

گزشتہ ایک سال سے کچھ زائد عرصہ میں ہمارے خاندان کے یکے بعد دیگرے پانچ عزیز اور بزرگ ہمیں داغ مفارقت دے کر اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ مورخہ ٢٣- اگست ٩٣ کو عزیزہ امتہ الباسط صاحبہ جو برادرم عبدالوہاب صاحب کی بڑی بیٹی تھیں۔ وفات پا گئیں اور اسلام آباد میں تدفین ہوئی۔ تقریباً چار ماہ بعد ٩٣-١٢-٤ کو ہمارے تایا زاد بھائی شیخ لطف الرحمان نے لندن میں وفات پائی اور موصی ہونے کی وجہ سے ربوہ میں تدفین ہوئی۔ تقریباً دو ماہ بعد ٩٤-٢-٢ کو خبر ملی کہ ہمارے تایا صاحب شیخ مسعود الرحمان صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ جرمنی میں وفات پا گئے ہیں۔ اور ربوہ میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ پورے دو ماہ بعد دو اپریل ٩٤ء کو ہمارے بہنوئی شیخ محمد سلیم دنیا پوری ربوہ میں وفات پا گئے۔ اور موصی ہونے کی وجہ سے ربوہ میں تدفین ہوئی۔ تقریباً سات ماہ بعد خاکسار کے چھوٹے بھائی شیخ عبدالوہاب صاحب ١٠ نومبر ٩٤ء کو اچانک اسلام آباد میں اللہ کو پیارے ہو گئے اور موصی ہونے کی وجہ سے گیارہ نومبر ٩٤ء کو ربوہ میں تدفین ہوئی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اس نے ایک نہ ایک دن خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور موت سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ مگر بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی یاد دیر تک بھلائی نہیں جا سکتی...... انہی لوگوں میں سے خاکسار کے بھائی شیخ عبدالوہاب سابق امیر جماعت اسلام آباد تھے۔ جن کی جدائی پر یقین نہیں آتا۔ وفات سے صرف پانچ یوم قبل ان کا خط مجھے ملا تھا۔ جس میں اپنی صحت کے بارہ میں لکھا تھا کہ میری طبیعت بہتر ہے۔ بخار نہیں ہوا...... وغیرہ۔ عمر کے لحاظ سے تو وہ خاکسار سے تقریباً ڈیڑھ سال چھوٹے تھے۔ مگر ظاہری حالات میں بڑے معلوم دیتے تھے۔ کئی دوستوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ وہ خاکسار سے عمر میں چھوٹے تھے۔

میرے بھائی کو جماعت مختلف عہدوں پر لمبے عرصہ تک پہلے کراچی میں پھر اسلام آباد میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ تقریباً ٢٠ سال کے لمبے عرصے تک آپ اسلام آباد میں مقیم رہے۔ اور تقریباً ١٢ سال تک امیر جماعت اسلام آباد کی ذمہ داریاں ادا کیں حضرت امام جماعت الثالث (ہماری دلی دعائیں ان کو پہنچتی رہیں) جب بھی اسلام آباد تشریف لاتے تھے آپ ہمہ وقت حضرت صاحب کی قیام گاہ پر حاضر رہتے اور یہی کوشش رہتی کہ کوئی لمحہ ایسا نہ گزرے کہ وہ امام جماعت کی خدمت کے لئے قیام گاہ پر حاضر نہ ہوں۔ آپ کے دل میں امام جماعت کے لئے بے پایاں محبت اور فدائیت کا جذبہ موجزن تھا۔

بطور امیر جماعت اسلام آباد آپ کو خدمات کا موقعہ ملا۔ آپ ہر شخص کے کام آنے کے لئے بشرطیکہ ان کی استطاعت میں ہو ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اپنے اخلاص اور محنت شاقہ کی بدولت چھوٹے درجہ سے ترقی کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے ڈپٹی سیکرٹری کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے ان کے اخلاص کو نوازا اور لمبے عرصہ تک امیر جماعت اسلام آباد کے عہدہ پر فائز رہ کر خدمت دین کا موقعہ ملا۔ اسی جذبہ فدائیت کی وجہ سے جماعت اسلام آباد کے احباب بھی آپ سے دلی لگاؤ اور محبت رکھتے تھے۔ جس کا ایک نمونہ ان کی وفات کے موقعہ پر دیکھنے میں آیا جبکہ تھوڑے سے وقت میں جماعت کے اکثر احباب اسلام آباد میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے ربوہ روانگی سے قبل ۹۴-۱۱-۱۰ کو جمع ہو گئے تھے۔ ربوہ میں ان کی تدفین کے بعد اسلام آباد واپسی پر بھی جماعت کے احباب اور بہنیں کئی روز تک ان کی تعزیت اور افسوس کے لئے صبح شام ان کے مکان پر آتے رہے۔ تین مقامی اخبارات یعنی THE MUSLIM جنگ اور الاخبار میں ان کی وفات کی خبر شائع ہوئی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے بھی بھائی کی نماز جنازہ غائب لندن میں جمعہ کے روز مورخہ ۱۱۔ نومبر ۹۴ء کو پڑھائی تھی اور ان کو قابل رشک الفاظ میں یاد فرمایا تھا۔ جبکہ اسی روز اس سے پہلے بیت اقصیٰ ربوہ میں بھی ان کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی گئی تھی۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں بھائیوں اور بہنوں نے دعائے مغفرت میں شرکت فرمائی تھی۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بھائی کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

موصوف نے اپنی یادگار بیوہ۔ چار بیٹے اور ایک بیٹی کے علاوہ ۴۔ پوتے۔ پوتی اور نواسہ چھوڑے ہیں۔ سوائے ایک بیٹے کے سب بچے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کا انجام بھی بخیر کرے۔ آمین۔

**بقیہ صفحہ ۳**

لگے اور کہنے لگے کہ انہیں راستے میں خطرات درپیش ہیں۔ آیئے ہم خود انہیں چھوڑ کر آئیں۔ چنانچہ خاصی دور تک وہ ساتھ آئے اور بوہڑی صاحب کے قریب چھوڑ کر چلے گئے کہ اب قادیان قریب ہے کوئی خطرے کی بات نہیں۔

ایک اور واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔ حضرت بھائی جی کے بھتیجے ڈاکٹر محمد دین صاحب اپنی ملازت کے سلسلے میں گورداسپور سول ہسپتال میں متعین تھے۔ بسوں وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ یہ بعض دفعہ چھٹی لے کر گورداسپور سے سائیکل پر قادیان آجایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ راستے میں سکھ ملے اور انہوں نے ان کا سائیکل بھی چھین لیا اور جیبیں وغیرہ بھی دیکھنے لگے جب انہوں نے بتایا کہ میرا گھر قادیان میں ہے اور وہاں بھائی محمود احمد صاحب میرے حقیقی چچا ہیں سکھوں نے انہیں چھوڑ دیا اور قادیان تک ان کے ساتھ حفاظت کے لئے آئے۔ مین یہ بھی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس وقت محترم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب علیل ہیں وہ دراصل کافی دیر سے بعض عوارض میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ حضرت بھائی جی کی ساری اولاد کو اللہ تعالیٰ دینی خدمات کی توفیق دے اور ان کی اولاد در اولاد کو بھی خدمات دینیہ کی طرف ہمیشہ مائل رکھے کہ یہی انسانیت کی بھی خدمت ہے۔

مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے علاوہ حضرت بھائی جی کے کئی نواسے اور نواسیاں بھی باقاعدہ ڈاکٹر ہیں اور دو نواسیاں بھی فی الوقت کالج میں ہیں اور عنقریب اپنی تعلیم مکمل کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرمائے۔

**بقیہ صفحہ ۴**

کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا کام تہذیب کے تباہ ہونے کی وجوہات کا جائزہ بتاتا ہے۔ ان کی کتاب "کتاب العابر" عرب تاریخ کے علاوہ اس زمانے کی سپرپاور قوموں یعنی فارسیوں بربریوں اور ان کے ہم عصر لوگوں کا حال بتاتی ہے۔

یہ شاندار ماضی ختم ہوا...... کیوں ختم ہوا؟ اس پر غور کرنا چاہئے.....!!!

(روزنامہ جنگ لندن ۱۴۔ نومبر ۱۹۹۴ء

**بقیہ صفحہ ۵**

ہیں؟ نہ یہ کہ وہ کس کے ساتھ ہے؟ یا کہاں ہے؟ غرض سب خیالات جو ابھی اس کے دماغ میں سما رہے تھے کافور ہو گئے۔ اسے یاد نہ رہا کہ باپ کے خط کا جواب ابھی ابھی وہ کیا لکھ رہا تھا۔ حُبّ وطن کی کیا تحقیر کی تھی اور اہل امریکہ میں شامل ہونے کا اس کا کتنا پکا ارادہ تھا یہ سب اس وقت نگاہ سے غائب تھا۔

صرف ایک چیز اسے نظر آتی تھی اور وہ یہ کہ اس جرمن نے فرانس کے بے عزتی کی تھی۔ اور جیسے کوئی اپنی ماں کی بے عزتی کے انتقام کے لئے جھنجلا کے اٹھتا ہے اسی طرح وہ تندہی کے ساتھ اس گستاخ جرمن کی طرف بڑھا اور جا کر اسے گلے سے پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ذرا حواس قائم ہوئے تو اس نے اپنی جیب سے اپنے نام کا کارڈ نکالا اور اسے اپنے حریف کو دینا چاہا مگر جرمن نے اسے لینے کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا۔ گلا گھونٹنے سے وہ پتھر کی طرح ہو گیا تھا۔ اور اسے اب اس فرانسیسی سے ڈوال لڑانے کی جرأت نہ تھی۔ وہ بت بنا اس کے منہ کو تک رہا تھا حقارت کے ساتھ حریف کی طرف کارڈ پھینک کر فرانسیسی ادھر کو مڑا، جہاں اس نے دونوں خواتین کو چھوڑا تھا تاکہ ان سے معذرت چاہے کہ اسے جوش نے اس فعل پر مجبور کیا مگر ان کی جگہ خالی تھی۔ وہ اس بیرڑے کی الجھن کے خوف سے اور اس کی اس حرکت سے ناراض ہو کر چل دیں تھیں۔

**ایک روایت**

ان دو امریکن عورتوں نے جو سلوک اس سے کیا، اسے دیکھ کر انڈرے کو مشہور امیر البحر نیلسن کے متعلق ایک روایت یاد آئی۔ جب نیلسن نپلز گیا ہوا تھا تو اس کے کسی بے تکلف دوست نے اسے لکھ بھیجا تھا "مائی لارڈ انگلستان واپس آجایئے اپنے ملک کی عورتوں کے تبسم کی کوئی چیز برابری نہیں کر سکتی۔

وہ اس بے پروائی سے بغیر کسی اظہار ہمدردی کے اٹھ گئیں۔ اور جس چیز نے اسے اس قدر رنج پہنچایا تھا، اس کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس سے انڈرے کو معلوم ہوا کہ فرانس اور امریکہ صرف بلحاظ جغرافیہ ہی جدا نہیں بلکہ دونوں کے خیالات اور عادات میں بے حد فرق ہے جو کسی طرح مٹ نہیں سکتا۔

جیسے سورج کے اثر کے سامنے دھند اور غبار کے بادل دم بھر میں پھٹ کر بکھر جاتے ہیں اور مطلع صاف ہو جاتا ہے، اسی طرح اس کے خیالات کے بادل آناً فاناً بکھر گئے اور فرانس کی تصویر اس کی آنکھوں میں پھر گئی۔ ہر شخص کی یہ عجیب خاصیت ہے کہ اسے کبھی کبھی انسان مردہ سمجھ بیٹھتا ہے۔ مگر اس کی چنگاری راکھ کے نیچے چھپی پڑی ہے اور اسے بھڑکانے کے لئے ایک پھونک کافی ہوتی ہے۔

وہی نوجوان جو اپنے آپ کو صرف کامیابی کا شائق سمجھتا تھا اور جس کی نظر میں تھوڑی دیر پہلے زر کے سوا کوئی معبود نہ تھا، اب اپنی اصلیت کو صفائی سے دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ جس جھنڈے سے اب وہ اپنا کچھ واسطہ نہیں سمجھتا تھا، اس کی خاطر ابھی ڈوال لڑانے پر آمادہ تھا اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کو تیار تھا۔ مرسئی کے راگ کی آواز نے اسے زمانہ انقلاب فرانسوی کے سپاہیوں کا سا جوش دے دیا تھا۔ اور خون حمیت اس کی رگوں میں حرکت کرنے لگا تھا یا تو وہ باپ کے غریبانہ گاؤں کو حقارت سے دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے جوش کے جواز کا قائل نہ تھا اور یا ابھی ایک جرمن کی ایک ادنیٰ سی حرکت سے کہ وہ سیٹی بجا کر فرانس کے باجے والوں کی تحقیر چاہتا تھا، اس پر حملہ کر بیٹھا۔ کیونکہ یہ تحقیر اسے اس مبارک۔ سرزمین کی تحقیر محسوس ہوئی۔ نمائش گاہ سے نکل وہ اپنے گھر آیا آتے ہی میز پر وہ خط دیکھا جسے وہ ناتمام چھوڑ گیا تھا۔ اس کو پھاڑ ڈالا اور کہنے لگا۔

"پیارے باپ! فرانس کے شریف مگر منکسر خدمت گزار! تو حق پر ہے میں اگلے جہاز میں خط کے جواب میں خود تیری خدمت میں پہنچتا ہوں۔ اپنا بازو تیرے حوالے کرتا ہوں اور اپنے وطن کے خادموں کے درمیان جگہ دیئے جانے کی درخواست کرتا ہوں۔"

ہفت روزہ لاہور ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

# اطلاعات و اعلانات

## درخواست دعا

○ مکرم ریاض احمد چوہدری دارالصدر غربی ربوہ کی موتیا اور مثانہ کے اپریشن کے بعد زیادتی پیشاب کی وجہ سے طبیعت نڈھال اور پریشان رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے۔

## ضرورت اساتذہ

○ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھانے کے لئے اساتذہ کی ضرورت ہے انگلش میڈیم سکولز / کالجز میں پڑھانے کا تجربہ رکھنے والے اساتذہ کو ترجیح دی جائے گی ایسے احباب جو مندرجہ ذیل مضامین میں ایم اے / ایم ایس سی یا بی اے / بی ایس سی ہوں۔ وہ مورخہ ۱۴۔ دسمبر ۹۴ء تک اپنی درخواستیں زیر دستخطی کو پہنچا دیں۔

۱۔ انگلش ۲۔ اردو ۳۔ ریاضی
۴۔ کیمسٹری

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

## بازیافتہ بیگ

○ ایک عدد بیگ جو سرگودھا فیصل آباد سڑک سے ملا ہے۔ اور دفتر ہذا میں موجود ہے جس کا ہو نشانی بتا کر حاصل کر سکتا ہے۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

## تبدیلی نام

○ خاکسار نے اپنی بیٹی "عالیہ طیبہ" کا نام بدل کر "طیبہ تبسم" رکھ لیا ہے۔ اس لئے آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

رشید احمد جٹ والد طیبہ تبسم
محلہ دارالیمن غربی ربوہ

**بقیہ صفحہ ۱**

کے لئے خیر و برکت کے سامان پیدا کرنے والی ہوں۔ دنیا کے لئے سکھ اور خوشحالی کے سامان پیدا کرنے والی ہوں۔ کسی کو دکھ نہ پہنچانے والی ہوں۔ ان کے دل میں ہر وقت خشیۃ اللہ رہے۔

(از خطبہ ۱۱۔ مارچ ۱۹۷۷ء)

# خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

**ربوہ** : 13 دسمبر-1994ء
سخت سردی کا سلسلہ جاری ہے
درجہ حرارت کم از کم 6 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ سابق وزیر اعظم مسٹر نواز شریف نے انکشاف کیا ہے کہ میرے اور نرسیمار اؤ کے درمیان کشمیر پر پیش رفت ہو گئی تھی۔ نرسیما راؤ دیانتدار اور صاف گو تھے ان کا نکتہ نظر بڑا پختہ تھا بھارت اور پاکستان کو ایٹمی مسئلے پر بات کرنا ہوگی۔ انہوں نے "انڈیا ٹوڈے" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ میں ہمیں بڑی ناکامی ہوئی۔ سفارتی ناکامیوں کی ہیٹ ٹرک ہو گئی۔ کسی کو بینظیر کی نااہلی پر شک ہے تو تازہ ناکامی سے دور کر لے۔ وہ جس انداز میں مسائل نبٹا رہی ہیں وہ انہیں ناکام کر رہا ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے ۸۸ ارکان نے پھر سے اجلاس بلانے کا مطالبہ کر دیا ہے تازہ ریکوزیشن اپوزیشن کے تابش الوری ظفر علی شاہ اور ملک محمد عباس کھوکھر نے سیکرٹری پنجاب اسمبلی کے حوالے کی۔ دوسری دفعہ اجلاس کے خاتمے کے ساتھ ہی نئی ریکوزیشن دے دی گئی ہے جس میں پنجاب انتظامیہ کی کارکردگی' عدالتی' نظام' اسلامائزیشن اور عوامی اہمیت کے مسائل پر گفتگو کرنا شامل ہے۔

○ نواز شریف نے اتحاد کے لئے پگاڑا لیگ اور جونیجو لیگ کا فارمولا مسترد کر دیا ہے۔ نوابزادہ نصراللہ خان کے انکار کے بعد متحدہ اپوزیشن کے لئے پیش رفت رک گئی اور سیاستدانوں نے محتاط رویہ اختیار کر لیا۔ مسٹر نواز شریف نے مسلم لیگ (ن) کی صدارت کسی بھی صورت میں نہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پچاس کونسلروں کے ذریعے صدر کے انتخاب سے انہیں نقصان ہونے کا خدشہ تھا۔

○ نامور شاعر اور صحافی ظہیر کاشمیری انتقال کر گئے۔ مرحوم نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ڈرامے لکھے اور آخر دم تک قلم کی مزدوری کرتے رہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ پارلیمنٹ کے اختیارات کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ عدالتوں میں جانے سے ابہام پیدا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ رولنگ دینے کے بعد میں پھنس گیا ہوں۔ حق بات کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ پارٹی سے منحرف ہو رہے ہیں۔ وزیر اعظم کو مجھ پر فخر ہو گا۔ معاملہ عدالتوں کا نہیں ایوان کا ہے۔ اگر ارکان پارلیمنٹ سمجھتے ہیں کہ سپیکر اور چیئرمین سینٹ کو یہ اختیارات حاصل نہیں ہونا چاہئیں تو وہ ان قوانین میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔

○ وزیر اعظم بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ فوج غیر جانبدار ہے۔ مارشل لاء نہیں لگے گا۔ پارلیمانی پارٹی نے وزیر اعظم پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اجلاس میں ۱۱۳۔ ارکان قومی اسمبلی شریک ہوئے۔ ۱۵ ارکان غیر حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے کراچی میں فوج بھیجی ہم نے واپس بلا لی ہے۔ ہم نیم فوجی دستوں کے ذریعے حالات بہتر بنائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اخبارات من گھڑت خبریں شائع کر رہے ہیں کراچی میں ۳۔ افراد ہلاک ہوں تو ۱۳ کی ہلاکت کی خبر دیتے ہیں۔ رپورٹنگ درست کی جائے۔

○ مولانا عبدالستار ایدھی کے ترجمان نے کہا ہے کہ مسٹر ایدھی جمعہ یا ہفتہ کو وطن واپس آجائیں گے۔ انہوں نے کہا مغربی ممالک میں پاکستان کے بارے میں چھپنے والی آراء پڑھ کر میرا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ تمام لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جمہوریت کے لئے کام کریں۔

○ کرکٹ کے سابق کپتان عمران خان نے کہا ہے کہ مجھے عبدالستار ایدھی کے بیان پر حیرت ہوئی ہے۔ اگر مجھے حکومت کو الٹنا ہوتا تو ان کی بجائے بندوق والوں کے پاس چلا جاتا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سماجی کاموں کے لئے پریشر گروپ بنانے کی بات کی تھی۔ مولانا ایدھی صحیح طور پر سمجھ نہیں سکے۔ ان کے خلاف سازش کا اندازہ نہیں ہو رہا۔ میں نہیں جانتا ایجنسی کیا ہے۔ میرا حکومت یا اپوزیشن کسی سے رابطہ نہیں۔ میں تعلیمی شعبے میں کام کے لئے گروپ بنانا چاہتا ہوں۔

○ کراچی میں مسجد اور اخبارات کے دفاتر پر حملے والے علاقے میں فائرنگ سے ۳۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ ملیر میں موٹر سائیکل سواروں نے دکاندار کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ کورنگی میں ۱۱۔ سالہ لڑکا ہلاک اور اس کا بھائی زخمی ہو گیا۔ نارتھ ناظم آباد میں مسجد پر فائرنگ سے ایک شخص زخمی ہو گیا۔ [illegible] ریگر روڈ پر فائرنگ سے علاقے میں سخت خوف و ہراس پھیل گیا۔

○ ایم کیو ایم حقیقی کے ترجمان نے کہا ہے کہ مولانا ایدھی لینن نہ بنتے' سچے پاکستانی تو بنتے' کوئی بھی خدا ترس انسان موت سے اس قدر نہیں ڈرتا۔ ان کے انٹرویو سے عوام سکتے میں آگئے ہیں۔ ترجمان نے مولانا ایدھی پر تنقید کی اور کہا کہ وقت آنے پر حقائق بتانے کی بات محض ملک سے بھاگنے کا ایک بہانہ ہے۔ مولانا دہشت گردوں کا ہم پیالہ بننے والے ہیں۔

○ دہشت گردوں کے خوف سے کراچی کی ۲۵ فیصد پولیس رخصت پر چلی گئی ہے۔ بڑے افسر بھی اس کوشش میں ہیں کہ انہیں لائن حاضر اور پولیس ہیڈ کوارٹر تک محدود کر دیا جائے۔ اہلکاروں کی رخصتوں کا تناسب ۴۰ فیصد تک پہنچ گیا ہے۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے ایم کیو ایم کو براہ راست مذاکرات کی تجویز پیش کی ہے۔ انہوں نے ٹی وی پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کی کارروائیوں کا ہمیں مل جل کر فیصلہ کرنا ہو گا۔

○ سابق جج سپریم کورٹ اور سینیٹر مسٹر جاوید اقبال نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی کے رول A-72 کے تحت چوہدری شجاعت حسین کو اجلاس میں لانے کے لئے عدالتی اجازت کی ضرورت نہیں۔ سنگین مقدمہ میں ملوث ایم کیو ایم کے تین ارکان کو سینٹ میں لایا جا رہا ہے۔ آصف زرداری کی اسیری کے وقت یہ رول موجود نہیں تھا۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر اور سینٹ کے چیئرمین کی رولنگ کے تصفئے کے لئے صدر کی طرف سے سپریم کورٹ میں ریفرنس دائر کیا جائے گا۔ حکومت کا موقف ہے کہ یہ رولنگ آئین کے مطابق نہیں ہے۔

○ عالمی اور ایشیائی بینک نے پی ٹی سی اور دیگر اداروں میں بھرتی کا فوری نوٹس لے لیا ہے۔ ان اداروں کا کہنا ہے کہ ان میں پہلے ہی بیس فیصد تک فاضل عملہ ہے ایسے حالات میں مزید ہزاروں افراد کو رکھنے سے ان اداروں کی نجکاری میں کئی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور حصص خریدنے میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کی دلچسپی کم ہو سکتی ہے۔

○ وزیر اعظم بینظیر بھٹو کا مراکش پہنچنے پر شاندار استقبال کیا گیا۔ ائرپورٹ پر مراکش کے وزیر اعظم نے خوش آمدید کہا اور ۱۹ توپوں کی سلامی دی۔

○ گرفتاریوں اور انتقامی کارروائیوں کے خلاف مسلم لیگی کارکنوں نے پنجاب اسمبلی ہال کے سامنے اور شاہراہ قائداعظم پر مسلم لیگ کے متعدد رہنماؤں نے علامتی بھوک ہڑتال کی۔ ہڑتالیوں میں مسلم لیگ شعبہ خواتین' یوتھ ونگ' ایم ایس ایف' اور لیبر ونگ کے ارکان شریک تھے۔

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ تیسری طاقت کے آنے کی چاپ سنائی دے رہی ہے۔ "دھماکہ" دسمبر کے آخری ہفتے میں ہو گا۔ تبدیلی پارلیمنٹ کے ذریعے آئے گی۔ "فتنوں" پر قابو پا لیں مسئلہ کشمیر حل کرنے میں وقت نہیں لگے گا۔ اپوزیشن عوام کو گمراہ کر رہی ہے۔ کراچی میں فوج کی بجائے پیرا ملٹری فورسز تعینات کی جائیں۔

○ جماعت اسلامی نے ملکی معاملات میں امریکی مداخلت کے خلاف مہم چلانے کا اعلان کر دیا ہے۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی دلچسپیاں اور سرگرمیاں خطرے کی گھنٹی ہیں۔ تجارتی معاہدوں کی آڑ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے طرز کے منصوبے کے خلاف قوم کو متحدہ کیا جائے گا۔


مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام : ۲۰ روپے ، ۶۰ گرام : ۶۰ روپے ، ۱۰۰ گرام : ۱۰۰ روپے
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن !
ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ
فون نمبر 04524-212434 — فیکس - 534

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص ✿ مناسب علاج
کریمیا میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون : 34134

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر ہم عرصہ دراز سے آپکی اور آپکے مہمانوں کی خدمت میں عمدہ کھانے پیش کرتے رہے ہیں • اب ایک اور انداز میں آپکی خدمت میں آئے ہیں
• عمدہ کھانے بہترین کراکری میں پیش کرتے ہیں
یاد رکھیں
رشید برادرز ٹینٹ سروس
گول بازار ربوہ
نزد خور شید یونانی دواخانہ
پروپرائیٹر : رشید الدین ولد رفیع الدین
فون : دوکان ۲۱۱۵۸۴ ، گھر ۴۰۸